مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی*

توہین رسالت کے مرتکب کے لیے توبہ کی گنجائش

[توہین رسالت پر قتل کی سزا کی فقہی حیثیت کیا ہے اور کیا مجرم کے لیے کسی درجے میں توبہ کی گنجائش ہے؟ اس کے بارے میں حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی مدظلہ العالی کا موقف 'الشریعۃ' کے ایک گزشتہ شمارے میں پیش کیا جا چکا ہے۔ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے ترجمان ماہنامہ ''الحامد'' نے مارچ ۲۰۱۱ء کے شمارے میں اسی سلسلے میں حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم (صدر دارالعلوم کراچی) کا مضمون شائع کیا ہے جو 'الحامد' کے شکریے کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)]

توہین رسالت کے سلسلے میں مسلمان کا حکم

یہ مسئلہ تو اتفاقی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اور توہین رسالت کا مرتکب ہو جائے تو اس سے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور جرم ثابت ہونے پر اس کو قتل کیا جائے گا، لیکن قتل کی یہ سزا حکومت وقت دے گی، عوام کو اس کا اختیار حاصل نہیں۔ یہ شق اجماعی ہے اور اس کے دلائل نہایت واضح ہیں اور خود یہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں کئی ایسے بدبختوں کو موت کی سزا دی ہے جن کے قصے کتب حدیث اور سیرت میں مشہور ہیں۔

۱.......عن علی رضی اللہ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم: من سب نبیا قتل و من سب اصحابه جلد (الصارم المسلول، ص۹۲)

۲.......فی اکفار الملحدین للعلامة الکاشمیری رحمه الله تعالی: فی کتاب الخراج: اجمع المسلمون علی ان شاتمه صلی الله علیه و سلم کافر و من شك فی عذابه و کفره کفر "شفا" (ص۵۴)

اور اس کا یہ کفر ''ارتداد'' کے حکم میں ہوگا۔

۳.......فی رسائل ابن عابدین: الساب المسلم مرتد قطعا الخ (ص۳۱۹)

۴.......وفیها: من سب النبی صلی الله علیه و سلم او ابغضه کان ذلك منه ردة

---

*صدر دارالعلوم کراچی۔

الخ (ص ۳۲۵)

۵.......وفی الدرالمختار : حکمه حکم المرتد الخ (۲۳۴/۴)

۶......وفی فتح الباری: ومن طریق الولید بن مسلم عن الاوزاعی ومالك فی المسلم هی ردة الخ وغیر ذلك من الکتب الفقهیة۔

اور مرتد اگر مرد ہو اور وہ سچی توبہ نہ کرے تو اس کی سزا بھی بحکم نصوص قطعی قتل ہی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔

اس سلسلہ میں ذمی کا حکم:

توہین رسالت کا مذکورہ حکم مسلمان کے بارے میں اجماعی ہے، البتہ ذمی کے بارے میں معمولی سا اختلاف ہے اور توہین رسالت کا مسئلہ زیادہ تر چونکہ غیر مسلموں کی طرف سے پیش آتا ہے، اس لیے اس کا خلاصہ ''الصارم المسلول'' سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱.....امام مالک، اہل مدینہ، امام احمد بن حنبل، فقہاء حدیث، خود امام شافعیؒ کے نزدیک ذمی کو بھی مسلمان کی طرح توہین رسالت کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔

۲.....امام شافعیؒ کے اصحاب کے اس میں مختلف اقوال ہیں۔ جہاں تک امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے تو وہ درج ذیل عبارات سے واضح ہے اور وہ یہ کہ توہین رسالت کا مرتکب اگر ذمی ہے تو پہلی دفعہ میں اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ امام اس پر مناسب تعزیر جاری کرے گا۔ البتہ اگر وہ اس جرم کا ارتکاب مکرر کرے تو اس صورت میں اس کو قتل کیا جائے گا۔ عربی عبارات درج ذیل ہیں:

۷.....وتحریر القول فیه ان الساب ان کان مسلما فانه یکفر ویقتل بغیر خلاف وهو مذهب الائمة الاربعة وغیرهم وقد تقدم ممن حکی الاجماع علی ذلك اسحاق بن راهویه وغیره، وان کان ذمیا فانه یقتل ایضاً فی مذهب مالك واهل المدینة وسیاتی حکایة الفاظهم، وهو مذهب احمد وفقهاء الحدیث، واما الشافعی فالمنصوص عنه نفسه ان عهده ینتقض بسب النبی صلی الله علیه وسلم وانه یقتل هکذا حکاه ابن المنذر والخطابی وغیرهما۔

واما ابوحنیفة واصحابه فقالوا: لا ینتقض العهد بالسب ولا یقتل الذمی بذلك لکن یعزر علی اظهاره ذلك کما یعزر علی اظهار المنکرات التی لیس لهم فعلها من اظهار اصواتهم بکتابهم ونحو ذلك وحکاه الطحاوی عن الثوری ومن اصولهم ان مالا قتل فیه عندهم مثل القتل بالمثقل والجماع فی غیر القبل اذا تکرر فللامام ان یقتل ...... لهذا افتی کثرهم بقتل من اکثر من سب النبی صلی الله علیه وسلم من اهل الذمة وان اسلم بعد اخذه، وقالوا: یقتل سیاسة الخ (ص ۳ تا ۱۱)

مسلمان مرتکب توہین کی توبہ کا حکم:

اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب شخص کی توبہ قابل قبول ہے یا نہیں اور اس توبہ سے اس کے قتل کی سزا معاف ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر قابل قبول ہے تو کب؟ اور توبہ کی نوعیت کیا ہوگی؟ اس کو ''استتابہ'' کہتے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس بات پر مبنی ہے کہ اس شخص کا قتل ''حداً'' ہے یا ''ردۃ'' ہے، چنانچہ جو حضرات کہتے ہیں اس کا قتل ردۃً ہے، وہ استتابہ کے قائل ہیں اور جو حضرات کہتے ہیں کہ اس کا قتل حداً ہے، ان کے نزدیک اس میں عفو کی کوئی صورت نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ شخص سچی توبہ کرے تو توبہ کرنے سے اس کا آخرت کا معاملہ سدھر جائے گا، البتہ دنیا میں اس کی سزائے قتل ساقط نہیں ہوگی، خواہ گرفتاری سے قبل ہو یا گرفتاری کے بعد ہو، کیوں کہ حد ثابت ہونے کے بعد ساقط نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی اس کو معاف کر سکتا ہے، چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ سے یہی مروی ہے:

۸.....لا ينبغي لوال ان يوتى بحد الا اقامه (مصنف عبدالرزاق وغیرہ:۳۷۰/۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی صراحۃً منقول ہے:

۹.....لا عفو فى الحدود عن شئ منها بعد ان تبلغ الامام

۱۰.....فى اكفار الملحدين : فى قبول التوبة فى احكام الدنيا اختلاف وتقبل فيما بينه وبين الله تعالىٰ الخ (ص۵۴)

۱۱.....فى رسائل ابن عابدين: وممن قال ذلك مالك بن انس والليث واحمد واسحاق وهو مقتضى قول ابى بكر رضى الله عنه ولا تقبل توبته عند هولاء وبمثله قال ابوحنيفة واصحابه والثورى واهل الكوفة والاوزاعى فى المسلم لكنهم قالوا: هى ردة الخ

۱۲.....وفيها : وقال فى محل آخر قال ابوحنيفة واصحابه: من برئ من محمد او كذب به فهو مرتد حلال الدم الا ان يرجع الخ

۱۳..... وفيها : وبعد فاعلم ان مشهور مذهب مالك واصحابه وقول السلف وجمهور العلماء قتله حداً لا كفراً ان اظهر التوبة منه، ولهذا لا تقبل توبته ولا تنفعه استقالته وحكمه حكم الزنديق، سواء كانت توبته بعد القدرة عليه والشهادة على قوله او جاء تائباً من قبل نفسه لانه حد وجب لاتسقطه التوبة كسائر الحدود، قال القابسى: اذا اقر بالسب وتاب منه واظهر التوبة قتل بالسب لانه هو حد، وقال محمد بن ابى زيد مثله واما مابينه وبين الله تعالىٰ فتوبته تنفعه ، وقال ابن سحنون: من شتم النبى صلى الله عليه وسلم من الموحدين ثم تاب لم تزل توبته عنه القتل۔

۱۴.....وفيها بعد التفصيل الطويل: اقول: فقد تحرر من ذلك بشهادة هولاء العدول الثقات الموتمين ان مذهب ابى حنيفة قبول التوبة كمذهب الشافعى،

وفی الصارم المسلول لشیخ الاسلام ابن تیمیه قال: وکذلك ذکر جماعة آخرون من اصحابنا انه یقتل ساب النبی صلی الله علیه وسلم ولا تقبل توبته سواء کان مسلما او کافرا وعامة هولاء لما ذکروا المسئلة قالوا: خلافاً لابی حنیفة والشافعی، وقولهما ای ابی حنیفة والشافعی: ان کان مسلماً یستتاب، فان تاب والاقتل کالمرتد وان کان ذمیا.....الخ

۱۵.....وفیها: وقال ابویوسفؒ وایما رجل مسلم سب رسول الله صلی الله علیه وسلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر بالله تعالیٰ وبانت منه امراته فان تاب والا قتل وکذلك المراة الا ان اباحنیفة قال: لا تقتل المراة علی الاسلام انتهیٰ بلفظه وحروفه الخ (ماخوذة من رسالة تنبیه الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام المتضمنة لرسائل ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ)

۱۶.....وفی الشرح الصغیر للددیر: (وقتل الزندیق) بعد الاطلاع علیه بلااستتابة وهو من اسر الکفر واظهر الاسلام وکان یسمٰی فی زمن الرسول صلی الله علیه وسلم منافقاً (بلا قبول توبة) من حیث قتله، ولا بدمنه من توبته لکن ان تاب قتل حداً والا کفراً (الا ا ن یجئ) قبل الاطلاع علیه فلا یقتل ....کالساب للنبی مجمع علیه فیقتل بدون استتابة ولاتقبل توبته ثم ان تاب قتل حداً ولا یعذر بجهل لانه لایعذر احدفی الکفربالجهل (اوالسکر) حراما (او تهور) کثرة الکلام بدون ضبط ولا یقبل منه سبق اللسان او غیظ (او بقوله: اردت کذا) الخ (۴/۴۳۸)

وفی استتابة المسلم خلاف، هل یستتاب فان تاب ترك والا قتل او یقتل لو تاب والراجح الاول۔

وفی حاشیة علی الشرح الصغیر للصاوی: (قوله: والراجح الاول) ای قبول التوبة کما هو مذهب الشافعی الخ (۴/۴۴۰)

ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ شافعیہ اور حنفیہ کے ہاں اس کی توبہ قبول ہے اور اس کی وجہ سے اس سے قتل کی سزا ساقط ہو جائے گی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک اس کی توبہ دنیا کے حق میں قبول نہیں ہوگی اور توبہ کی وجہ سے اس کی سزا قتل ساقط نہیں ہوگی۔

امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب مشہور یہی نقل کیا گیا ہے جیسا کہ عبارت نمبر ۱۳ سے واضح ہے، لیکن مالکیہ کی مشہور کتاب الشرح الصغیر اور اس کے حاشیہ میں ترجیح قبول توبہ کو دی جائے گی۔ ملاحظہ ہو: عبارت نمبر ۱۶۔

البتہ بزازیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کے ہاں بھی اس کو حد کے طور پر قتل کیا جائے گا اور بزازیہ کی اتباع میں متاخرین حنفیہ نے بھی اس قول کو ذکر کیا ہے، لیکن علامہ شامیؒ نے اس کی سخت تردید کی ہے اور اس کو غلط فہمی قرار دیا ہے۔

لہٰذا اس سلسلہ میں اس قول پر اعتماد نہ کیا جائے، چنانچہ ان کی عبارت ملاحظہ ہو:

۱۷.....فی الشامیة بعد بحث طویل یرد علی البزازیة: فقد علم ان البزازی قد تساهل غایة التساهل فی نقل هذه المسالة ولیته حیث لم ینقلها عن احد من اهل مذهبنا بل اسند الیٰ مافی الشفاء والصارم امعن النظر فی المراجعة حتی یری ماهو صریح فی خلاف ما فهمه ممن نقل المسالة عنهم ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم، فلقد صار هذا التساهل سبباً لوقوع عامة المتاخرین عنه فی الخطا حیث اعتمدوا علی نقله وقلدوه فی ذلك ولم ینقل احد منهم المسئلة عن کتاب من کتب الحنفیة بل المنقول قبل حدوث هذاالقول من البزازی فی کتبنا وکتب غیرنا خلافه (۲۳۴/۴) کذا فی شرح عقو درسم المفتی لابن عابدین (ص۳۲)

ذمی مرتکب توہین کی توبہ کا حکم:

اس میں تین اقوال مشہور ہیں:

۱.....ذمی کو بہر حال قتل کیا جائے گا، اگرچہ گرفتاری کے بعد، توبہ بھی کر لے۔ یہ امام احمد اور امام مالک کا مشہور موقف ہے اور امام شافعیؒ کا ایک قول ہے۔

۲.....ذمی اگر توبہ کرے اور توبہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہو جائے تو اس کی یہ توبہ قبول کی جائے گی۔ یہ امام احمد اور امام مالک رحمہما اللہ سے ظاہر الروایۃ ہے۔

۳.....ذمی کو قتل کیا جائے گا مگر یہ کہ یا تو اسلام لے آئے یا حقیقی ذمی بن جائے اور اسی پر امام شافعی کا ظاہر کلام دلالت کرتا ہے۔ (خلاصہ ماخوذہ از الصارم المسلول ص۳۳۰)

ان تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ استتابہ کے مسئلہ میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور مالکیہ کے راجح قول کے مطابق مسلمان کی توبہ قابل قبول نہیں اور ذمی کی توبہ کے بارے میں مذکورہ بالا تین اقوال ہیں۔ اس لیے زمانہ کے حالات اور تقاضوں کے مطابق حکومت وقت ان دو میں سے کسی بھی موقف کے مطابق قانون بنا سکتی ہے، لیکن شان رسالت اور ناموس رسالت کی انتہائی عظمت اور جلالت شان کا تحفظ بہر حال انتہائی ضروری ہے، اور اگر قانون میں توبہ کی گنجائش نکالی گئی تو توبہ کا وہی طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا جو اس سنگین ترین جرم کے مطابق ہو جس کا طریقہ ذیل ہے:

توبہ کا طریقہ:

(۱) مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہو چکا ہے کہ توہین رسالت کا مرتکب شخص بالاتفاق دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکا ہے، لہٰذا توبہ کی صورت میں اس کے لیے سربرآوردہ علما و عوام کے مجمع میں فوراً تجدید ایمان کرنی لازم ہوگی اور اس کا اسی قدر اعلان ہوگا جس قدر ان حرکتوں کا اعلان ہو چکا تھا۔

(۲) چونکہ کافر ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح ختم ہو چکا تھا، اس لیے اسلام لاتے ہی فوراً نکاح کی تجدید کرنی لازم ہوگی اور اس کا اعلان بھی اسی طرح ہوگا جس طرح تجدید ایمان کا اعلان کیا تھا۔

(۳) یہ شخص گزشتہ جرم پر انتہائی شرمندہ رہے گا۔

(۴) اس وقت انتہائی عاجزی اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔

(۵) آئندہ کے لیے ان سب باتوں کے نہ کرنے کا پختہ عہد کرے۔

(۶) توہین رسالت پر مشتمل مواد اگر کتاب اور تحریری شکل میں ہو تو اس صورت میں اس کے سارے موجود نسخے جلائے اور جہاں جہاں یہ کتاب یا رسالہ پہنچا ہے، ہر ممکن طریقہ سے وہاں سے اس کو ختم کرانے کی کوشش کرے۔ اخبارات کے ذریعے اس کا عام اعلان کرے کہ میں اس کتاب یا رسالہ سے براءت کا مکمل طریقہ سے اعلان کرتا ہوں، لہٰذا اس کتاب کو جلایا جائے یا کم از کم اس سے میرے نام کا ورق جلایا جائے۔

امیر عبد القادر الجزائریؒ

تصنیف: جان ڈبلیو کائزر

پیش لفظ: مولانا زاہد الراشدی

الجزائر کے عظیم مجاہد آزادی کی داستان حیات

- جو سترہ سال تک (۱۸۳۲ء تا ۱۸۴۸ء) الجزائر پر فرانس کے قبضے کی راہ میں سد سکندری بنا رہا،
- جس کی غیر معمولی انتظامی صلاحیتوں نے الجزائر کو جدید طرز کے منظم معاشرے میں بدلنے کی نیو ڈالی،
- جس نے فرانسیسی فوج کے وحشیانہ مظالم کے جواب میں دشمن کے جنگی قیدیوں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کر کے اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کا ایک زندہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا،
- جس کی غیر معمولی شخصیت اور کردار کی عظمت سے مسحور ہو کر فرانس کے شہریوں نے فرانس کے صدارتی انتخاب میں اسے اپنا امیدوار نامزد کر دیا،
- جس نے ۱۸۶۰ء میں دمشق کے مسلم مسیحی فسادات میں اپنے جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ بے گناہ مسیحیوں کے تحفظ کے لیے جان پر کھیل کر وہ کردار ادا کیا کہ مغربی دنیا اسے ایک ہیرو کا درجہ دینے پر مجبور ہو گئی۔

اسلام کے اعلیٰ وارفع تصور جہاد کی جیتی جاگتی تصویر
بلند کرداری اور صبر آزما جدوجہد کی ایک دلچسپ اور حیران کن داستان

[صفحات: ۴۵۶ ۔ قیمت (بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ) ۲۷۵ روپے]

تقسیم کار: مکتبہ امام اہل سنت، جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0306-6426001)